نام کتاب ———— پاکستان کا مستقبل - ہمارے طرزِ عمل کی روشنی میں

طبع اوّل (مارچ 2006ء) ———— 1000

زیرِ اہتمام ———— انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی، خیابان راحت، درخشاں، فیز 6، ڈیفنس فون: 5340022-23

2- 11 - داؤد منزل' نزد فریسکو سوئیٹ' آرام باغ فون: 2216586 - 2620496

3- حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' بلاک 13-C' گلشنِ اقبال فون: 4993464-65

4- دوسری منزل، حق چیمبر، بالمقابل بسم اللہ تقی ہسپتال، کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی فون: 4382640

5- قرآن مرکز، نزد مسجد طیّبہ، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 فون: 5078600

6- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل، بلاک ''K''، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

7- قرآن مرکز B-181، بالمقابل زین کلینک، نزد مادام اپارٹمنٹس، چھوٹا گیٹ، شارع فیصل۔ فون: 4591442

8- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل بی ایریا بلاک 9 فون: 6337361

9- فلیٹ نمبر A-104، اقراء کمپلیکس، بلاک 17، پرفیوم چوک، گلستانِ جوہر۔ فون: 8268184

10- قرآن مرکز، R-20، پایونیئر فاؤنٹین، فیز 2، گلزارِ ہجری، KDA اسکیم 33 فون: 4645101

11- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن۔ فون: 0320-5063398

12- قرآن مرکز لانڈھی، مکان نمبر 861، سیکٹر 37-D، لانڈھی نمبر 2، نزد رضوان سوئیٹس

13- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

پاکستان کا مستقبل

ہمارے طرزِ عمل کی روشنی میں

ہمارا دینی اور ملی فریضہ ہے کہ ہم اپنے گرد و پیش کے حالات سے باخبر رہیں اور اصلاحِ حال کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غفلت کی زندگی انسانی نہیں بلکہ حیوانی سطح کی زندگی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۡ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿﴾ (الاعراف : 179)

''اور ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں، اُن کے دل ہیں لیکن اُن سے سمجھتے نہیں اور اُن کی آنکھیں ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں اور اُن کے کان ہیں پر اُن سے سنتے نہیں یہ لوگ (بالکل) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بھٹکے ہوئے، یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

اِس آیت میں اللہ نے ایسے لوگوں کو جانوروں سے تشبیہہ دی ہے کہ جو غفلت کی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اُس میں اپنی روح رکھی ہے۔ روح سوچتی بھی دل سے ہے، دیکھتی بھی دل سے ہے اور سنتی بھی دل سے ہے۔ روح کا سوچنا، دیکھنا اور سننا عبرت والا ہوتا ہے۔ اگر انسان عبرت حاصل نہیں کر رہا تو پھر وہ حیوانی سطح پر دیکھ اور سن رہا ہے۔ اللہ ہمیں اِس غفلت سے محفوظ فرمائے۔ شیطان کا یہ حربہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم مسائل سے لاتعلق ہو کر کسی جزوی نیکی کے اندر ہی لگے رہیں اور مطمئن رہیں کہ ہاں ہم اپنی دینی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ اقبال نے اپنی زندگی کی آخری نظموں میں سے ایک نظم

’’ابلیس کی مجلسِ شوریٰ‘‘ میں بیان کیا ہے کہ ابلیس کو دنیا میں اپنے مکروہ عزائم کے حوالے سے اصل خطرہ مسلمانوں سے ہے۔ اُس کو اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں مسلمان پھر سے نہ جاگ جائیں۔ لہٰذا وہ ایک مسلمان کو غافل رکھنے کی تدبیر یہ بتاتا ہے کہ :

مست رکھو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اُسے
پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اُسے

یہ نمازیں پڑھتا رہے، روزے رکھتا رہے، حج وعمرے کرتا رہے، اپنی اِن مذہبی سرگرمیوں میں مطمئن رہے اور گردوپیش کے حالات کے تجزیہ اور اصلاح کے لئے سوچ و بچار سے لاتعلق رہے۔ ابلیس کی تدبیر کو ناکام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے حالات کو دیکھیں، تجزیہ کریں اور اِس کے بعد اِن حالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔

پاکستان کی خصوصی اہمیت

اگرچہ وطنِ عزیز ہونے کے ناتے پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے غوروفکر کرنا ہم پر لازم ہے لیکن پاکستان کے بارے میں ہم پر یہ ذمہ داری اِس لئے بڑھ جاتی ہے کہ یہ وہ واحد ملک ہے جس کے قیام کی بنیاد ہی اسلام ہے۔ پاکستان کا مطالبہ کرنے والوں کی نہ زبان ایک تھی، نہ ثقافت، نہ نسل اور نہ رنگ ایک تھا۔ اُن کے درمیان واحد مشترکہ اساس صرف اور صرف اسلام کی تھی۔ ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا اسلام کے نام پر کہ ہم یہاں اسلام کا بول بالا کریں گے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ پاکستان کے قیام کے لئے مسلمانانِ برعظیم کے متحد ہونے کا ایک منفی سبب ہندوقوم کا تعصب بھی تھا۔ ہمیں خوف تھا کہ اگر متحدہ ہندوستان آزاد ہوا تو ہندو ہم سے اپنی سابقہ محکومی کا انتقام لے گا۔ ہماری اِس صورتِ حال سے مطابقت رکھنے والی کیسی واضح نقشہ کشی اِس آیت میں کی گئی ہے کہ :

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿﴾

’’اور یاد کرو جبکہ تم تعداد میں کم تھے، زمین میں کمزور کردیے گئے تھے، تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں دبوچ لیں گے، پس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی خاص نصرت سے تمہاری مدد کی اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا تاکہ تم اُس کا شکرادا کرو۔‘‘ (الانفال : 26)

تاویلِ خاص کے اعتبار سے یہ آیت مدنی دور میں اُن صحابہ کرامؓ سے خطاب کے ذیل میں نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آئے تھے، لیکن تاویلِ عام کے اعتبار سے اِس کا ہوبہو اطلاق مسلمانانِ برصغیر پر بھی ہو رہا ہے۔ ہمیں ہندوقوم سے ظلم وزیادتی کے خدشات تھے، لہٰذا ہم نے متحد ہوکر علیحدہ وطن کے حصول کے لئے جدوجہد کی اور اللہ نے پاکستان کی صورت میں ٹھکانہ عطا فرمادیا۔ البتہ ہندوقوم کی دشمنی کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم سب نے جو اتحاد کیا تھا، اُس حوالے سے بھی ہماری وحدت کی بنیاد اسلام ہی کے رشتہ پر اُستوار تھی۔ گویا اسلام کو پاکستان کی تشکیل میں فیصلہ کن عامل کی حیثیت حاصل تھی۔ اقبال کے یہ الفاظ پاکستان پر کس قدر صادق آتے ہیں کہ ’’اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے‘‘۔

پاکستان کا مستقبل

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ پاکستان کے قیام کے دو اسباب تھے۔ مثبت سبب اسلام کے عادلانہ نظام کا غلبہ اور منفی سبب ہندوقوم کا مسلمانوں سے تعصب اور دشمنی۔ بدقسمتی سے پاکستان کے قیام کے بعد ہم نے نہ اسلام کے حوالے سے کوئی پیش قدمی کی اور مختلف ذرائع ابلاغ و کھیلوں کے ذریعہ ہندوثقافت کو فروغ دے کر، ہندودشمنی کے عنصر کو بھی ذہنوں سے ختم کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پاکستان جو **1947**ء میں قائم ہوا تھا، **1971**ء میں سقوطِ مشرقی پاکستان کے حادثہ سے دوچار ہوکر ٹوٹ گیا۔ **1971**ء کی ذلت آمیز رسوائی سے بھی ہم نے کوئی سبق حاصل نہ کیا، لہٰذا باقی ماندہ پاکستان کا مستقبل بھی شدید خطرات سے دوچار ہے۔

ہمارا افسوسناک طرزِ عمل

مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلام کی تعلیمات کے نفاذ کے حوالے سے ہماری کسی بھی حکومت کا طرزِ عمل اچھا نہیں رہا۔ اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے حاصل کیے جانے والے اِس ملک کا پہلا وزیرِ قانون بنایا گیا ایک ہندو جوگندر ناتھ منڈل کو۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس کی صدارت بھی اِسی شخص سے کروائی گئی۔ قراردادِ مقاصد کو دستور میں شامل کرنے کے حوالے سے تاخیر کی۔ پھر جب اِسے شامل کیا، تو دستور کے عملی حصے میں رکھنے کے بجائے اُصولی حصہ میں رکھا۔ **1962**ء میں ہم نے اُن عائلی قوانین کو بھی غیر اسلامی کر دیا جو انگریز کے دور میں بھی اسلامی شریعت کے عین مطابق تھے اور بھارت میں آج بھی مسلم پرسنل لا کی حیثیت سے موجود ہیں۔ البتہ موجودہ حکومت کے دور میں ہمارا طرزِ عمل شرمناک حد تک افسوسناک رہا، جس کی وجہ سے پاکستان مستقبل میں خاتمہ کے قریب نظر آ رہا ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔ **12** اکتوبر **1999**ء کو برسرِ اقتدار آنے کے بعد دو کتے بغل میں دبا کر تصویر شائع کرائی گئی اور اہلِ مغرب کو پیغام دیا گیا کہ میں تم ہی میں سے ہوں اور تمہارے کلچر کا وفادار ہوں۔ پھر اعلان کیا گیا کہ میرا آئیڈیل کمال اتاترک ہے۔ گویا ایک ایسی شخصیت کو آئیڈیل قرار دیا گیا جو مسلمانوں میں سیکولرزم کی اولین علامت ہے اور جس نے خلافت کے ادارے کی تنسیخ کا سیاہ کارنامہ انجام دیا، بقول اقبال :

چاک کردی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

11 ستمبر **2001**ء تک اقتدار کو استحکام دینے کے لئے مکروہ عزائم کو نمایاں نہ کیا گیا۔ البتہ **9/11** کے واقعہ کے بعد بڑی دیدہ دلیری سے ناپاک منصوبوں پر عمل کا آغاز کیا گیا اور ایسے ایسے شرمناک اقدامات کیے گئے، جن کی جرأت آج تک کوئی حکومت نہ کر سکی۔ اِس اجمال کی تفصیل کچھ اِس طرح ہے۔

قیامِ پاکستان کے مثبت سبب اسلام کے حوالے سے شرمناک طرزِ عمل

1- نظریۂ پاکستان سے **U -Turn** :

پاکستان کے قیام، استحکام اور اِس ملک میں بسنے والوں کے درمیان اخوت کی واحد اساس اسلام ہے۔ پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ مصورِ پاکستان علامہ اقبال نے اِس حقیقت کی وضاحت اِس طرح کی :

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

11 ستمبر **2001**ء کے بعد ہم نے دو قومی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے نعرہ ایجاد کیا ''سب سے پہلے پاکستان''۔ گویا اصل اہمیت جغرافیائی حدود کی ہے نہ کہ نظریہ کی۔ بھارت کے سابق وزیرِ اعظم اٹل بہاری واجپائی نے فوری طور پر یہ طعنہ دیا کہ حکومتِ پاکستان نے خود دو قومی نظریہ کی نفی کر دی ہے، ان کے نزدیک اہمیت اسلام یا مسلمانوں کی نہیں ہے بلکہ ایک خطۂ ارضی کی ہے۔ کانگریس سے مسلم لیگ کا اختلاف ہی یہ تھا کہ کانگریس کے نزدیک اصل اہمیت ہندوستان کی تھی اور ہندوستان میں بسنے والے سب ایک ہی قوم تھے۔ مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اہمیت کسی زمین کے خطہ کی نہیں ہے نظریہ کی ہے۔ دنیا میں دو ہی قومیں ہیں۔ ایک مسلمان قوم ہے جو نبی اکرم ﷺ پر ایمان رکھتی ہے اور دوسری کافر قوم ہے جو آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتی اور آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کو جھوٹ قرار دیتی ہے۔ لہٰذا مسلمان قوم، کافر قوم کے ساتھ کسی متحدہ وطنی قومیت کے پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکتی۔

2- اسلام پر وطن کو ترجیح :

''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگا کر ہم نے اسلام پر وطن کو ترجیح دے دی۔ اقبال کے نزدیک یہ وطن پرستی اِس دور کا سب سے بڑا شرک ہے :

اِس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اِس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبویؐ ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اِس بت کو ملا دے

3- جہاد کے تصور کی نفی :

11 ستمبر 2001ء سے پہلے ہم ہاتھ اٹھا کر اور مکا دکھا کر کہتے تھے کہ دنیا جہادِ حریت اور دہشت گردی میں فرق کرے۔ کشمیر میں جاری تحریک جہادِ حریت ہے دہشت گردی نہیں۔ مجاہدین کو ہماری طرف سے ہر طرح کی حمایت حاصل تھی۔ **11 ستمبر 2001ء** کے بعد ہم نے **U -Turn** لیا اور جہادِ حریت کو دہشت گردی کہنا شروع کر دیا۔ امریکی محکمۂ خارجہ کے ایک افسر رچرڈ آرمیٹج سے کہا کہ پاکستان میں اِس وقت کوئی بھی کیمپ نہیں جو دہشت گردوں کو تربیت دے رہا ہو اور اگر ہے تو کل تک ختم ہو جائے گا۔ جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر کی اصطلاحات کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ جہادِ اکبر اصل میں غربت اور ناخواندگی کے خلاف جہاد ہے اور اب صرف اِسی کی ضرورت ہے۔ یہ وہ تصور ہے جسے آنجہانی غلام احمد قادیانی نے پیش کیا تھا :

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

4- اسلامی حکومت سے بے وفائی :

افغانستان میں طالبان کی حکومت دنیا بھر کی تمام اسلامی تحریکوں کے لئے روشنی کی کرن اور امیدوں کا مرکز تھی۔ تمام مسلمان ملکوں کی ذمہ داری تھی کہ اِس حکومت کا سہارا بنتے اور اُس سے ہر ممکن تعاون کرتے۔ ہم نے اِس حکومت کو تسلیم کیا اور اِس کی ہر ممکن مدد بھی کر رہے تھے۔ لیکن صدر بش کے ایک فون پر ہم نے غیر مشروط طور پر طالبان کے خلاف امریکہ کا اتحادی بننا قبول کر لیا۔ ٹونی فرینکس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ صدر بش نے صدر مشرف کے سامنے سات مطالبات رکھے۔ خیال تھا کہ وہ تین مطالبات تسلیم کر لیں گے اور چار نہیں مانیں گے۔ لیکن حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ ساتوں کے ساتوں مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ اِس کے بعد ہم نے امریکہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ امریکہ کے ساتھ **inteligence information sharing** کے نام پر طالبان کی مخبری کی، امریکہ کو افغانستان میں کاروائیوں کے لئے **logestic support** فراہم کی۔ بظاہر کہا گیا کہ افغانستان پر حملہ امریکہ کے بحری بیڑوں سے ہو رہا ہے لیکن ٹونی فرینکس نے لکھا ہے کہ **57000** پروازیں پاک سرزمین سے اُڑ کر گئیں جنہوں نے افغانستان پر بمباری کی۔ نہ صرف ہم نے طالبان کی اسلامی حکومت کے خاتمہ میں حصہ لیا بلکہ افغانستان کے بے قصور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔

5- اسرائیل کی ناجائز ریاست کو تسلیم کرنے کی طرف پیش رفت :

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسرائیل، فلسطینیوں کو اُن کی سرزمین سے بیدخل کر کے ناجائز طور پر قائم کیا گیا۔ اسرائیل نے اقوامِ متحدہ کی قرادادوں کی متعدد بار خلاف ورزیاں کی، نہتے فلسطینیوں کا خون بہایا اور کئی اسلامی ملکوں کے خلاف جارحیت کی۔ اسرائیل کے قیام کے حوالے سے مصور پاکستان علامہ اقبال نے کہا :

ہے خاکِ فلسطین پر یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق کیوں نہیں پھر اہلِ عرب کا؟

یہودیوں کو دو ہزار سال قبل رومیوں نے ارضِ فلسطین سے نکال دیا تھا۔ اب اگر دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ دو ہزار سال پہلے یہ زمین یہودیوں کی تھی لہٰذا اِس زمین پر اسرائیل قائم کرنا اُن کا حق ہے تو ہسپانیہ سے عربوں کو نکلے ہوئے تو صرف **500** برس ہوئے ہیں اور مذکورہ دلیل کے مطابق اسپین پر پھر مسلمانوں کا حق ہونا چاہیئے۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے اسرائیل کے حوالے سے کہا تھا کہ یہ ویسٹرن ورلڈ کی ناجائز ولادت ہے۔ لیاقت علی خان کو دورۂ امریکہ کے دوران جب یہودیوں کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے عوض بہت سی مراعات کی پیشکش کی گئی تو اُنہوں نے جواب میں کہا تھا کہ **Our souls are not for sale**۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ ہم اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ یکم ستمبر **2005**ء کو ہمارے وزیرِ خارجہ، اسرائیلی ہم منصب کے ساتھ ملاقات کر چکے ہیں۔ ہمارے غیر سرکاری وفود اسرائیل کے دورے کر رہے ہیں اور ہمارے صدر صاحب اُس شیرون کے لئے کلماتِ تحسین کہہ چکے ہیں جو انتہائی درندہ صفت انسان ہے۔ اُس نے **1982**ء میں صابرہ اور شتیلا کے کیمپوں میں نہتے فلسطینیوں کا قتلِ عام کرایا۔ فلسطینی علاقوں پر بے رحمانہ کاروائیوں کے ذریعہ کئی فلسطینیوں کو شہید کیا۔ اللہ نے اُسے دنیا ہی میں ذلیل کر دیا۔ اِس وقت جب کہ وہ ہسپتال میں زندگی اور

موت کی کشمکش سے گزر رہا ہے، اسرائیل کے صدر نے اُسے ناپسندیدہ شخص قرار دے کر برطرف کر دیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ صحت یاب ہو جائے تب بھی سیاست میں حصہ نہیں لے سکے گا۔

6- اسلامی اقدار مٹانے کے لئے طویل المیعاد منصوبہ بندی کا اعلان :

ہمارے صدر صاحب کئی بار یہ بیان دے چکے ہیں کہ انتہا پسندی کا خاتمہ محض جنگی مہمات کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ممالک سے بنیاد پرستی، جہادی کلچر، مغرب دشمنی کی فضا اور اسلامی تہذیب کو فروغ دینے والے اداروں کا قلعہ قمع کرنے کے لئے طویل المعیاد منصوبوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں اِن منصوبوں پر کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ امریکہ کو چاہیئے کہ وہ اِن منصوبوں کی تکمیل کے لئے مالی امداد فراہم کرے اور اندرونِ ملک فراڈ جمہوریت سے صرفِ نظر کر کے حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے۔

7- مجاہدین کے خلاف ظالمانہ کاروائی :

افغانستان کو روس کے ناجائز قبضے سے آزاد کرانے کے لئے اور وہاں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے دنیا بھر سے مجاہدین اس خطہ میں آئے۔ اِن میں سے کئی مجاہدین کو ہم خود ہی ترغیب وتشویق دے کر یہاں لائے تھے۔ یہ مجاہدین ایسے نہ تھے کہ مفلوک الحال تھے اور کسی مفاد کی خاطر یہاں آ گئے تھے۔ یہ بڑے بڑے خاندانوں کے چشم وچراغ تھے اور اِن کے فراہم کردہ وسائل نے روس کو افغانستان سے نکالنے اور وہاں ایک اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اِس کے بعد یہ مجاہدین اگر واپس اپنے ملکوں میں جاتے تو وہاں کے حکمران، جو درحقیقت امریکہ کے وائسرائے ہیں، اِنہیں اپنے اقتدار کے لئے خطرہ محسوس کر کے مار ڈالتے۔ لہٰذا یہ افغانستان اور پاکستان کے بعض علاقوں میں آباد ہو گئے۔ ہماری موجودہ حکومت اِنہیں پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر رہی ہے۔ اپنوں سے بے وفائی اور غیروں سے وفاداری بہت برا وصف ہے۔ مولانا اشرف علی

تھانویؒ سے کسی نے کتے کی ناپسندیدگی کی عقلی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے جواب دیا کہ کتا اپنوں کا دشمن اور غیروں کا وفادار ہوتا ہے۔ جب ہم نے ابوفراج کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا تو واشنگٹن پوسٹ میں کارٹون شائع ہوا جس میں پاکستان کو ایک کتے کی صورت میں دکھایا گیا جو ابوفراج کو پکڑ کر امریکی سپاہی کے قدموں میں ڈال رہا ہے۔ گویا امریکہ کی غلامی کر کے بھی ہمیں عزت نہ ملی، دھوبی کا کتا، گھر کا نہ گھاٹ کا اور :

خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

صدر بش ہمیشہ صدر مشرف کی تحسین تو کرتے ہیں لیکن پاکستان کی تعریف میں ایک لفظ نہیں کہتے اور پاکستانیوں کو طنزیہ طور پر ''پاکی'' کہتے ہیں۔

8- امریکہ کے شرمناک جرائم پر مجرمانہ خاموشی :

امریکہ نے عراق پر من گھڑت الزامات لگا کر حملہ کیا، کئی ہزار افراد کو ہلاک کیا اور کئی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔ ابوغریب جیل میں نہتے قیدی مردوں اور عورتوں پر شرمناک مظالم ڈھائے اور ایذا رسانی کی تصاویر شائع کر کے اُنہیں رُسوا کیا۔ گوانتانا موبے میں بھی قیدیوں کے ساتھ سفاکی کا مظاہرہ کیا۔ قرآنِ حکیم کی کئی بار توہین کی۔ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے مجرم ملک ڈنمارک کے وزیرِ اعظم کو اپنی مکمل حمایت کی یقین دہانی کرائی۔ ہم اِس وقت امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ اگر ہمارا ضمیر زندہ ہوتا اور ہم میں کچھ بھی غیرت کا مادہ ہوتا تو ہماری ذمہ داری تھی کہ ہم امریکہ کے اِن جرائم کے خلاف آواز اٹھاتے۔ اُن کے سفیر کو بلا کر احتجاج ریکارڈ کراتے۔ ہم نے اپنی مجرمانہ خاموشی کے ذریعہ بدترین جرم کا ارتکاب کیا۔

9- روشن خیالی کے نام پر اسلامی تصورات میں تحریف :

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلام کا ایک خود ساختہ تصور ذرائع ابلاغ کے

ذریعہ عام کیا جا رہا ہے۔ پہلے مغرب اور اُس کے ایجنٹوں کی طرف سے اسلام کے بعض شعائر پر اعتراضات کیے جاتے تھے۔ اب اُن کا طریقۂ واردات بدل گیا ہے۔ اب وہ ایک ایسے خود ساختہ اسلام کا تصور عام کر رہے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے مغرب اور اُن کے گمراہ کن نظریات کے لئے خطرہ نہ بنے۔ ایسا اسلام جو مغرب کے تصورات، فکر اور اقدار سے بالکل ہم آہنگ ہو۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ علماء اور ائمہ مساجد کی توہین کی جا رہی ہے اور ایسے دانشوروں کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے کہ جو روشن خیالی کے نام پر اسلام کا ایسا تصور پیش کر رہے ہیں جس میں پردے کے احکامات کی نفی ہے، سود کی حرمت کا ذکر ہی نہیں بلکہ اِس کے جواز کے لئے فتوے ہیں، موسیقی کے جواز کے لئے دلائل ہیں، جہاد کے تصور کی نفی ہے اور مذہب و سیاست کو جدا کیا جا رہا ہے۔ قرآنِ حکیم کی من چاہی تفسیر کی جا رہی ہے اور اِس حوالہ سے اُس رہنمائی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جو احادیثِ مبارکہ اور سنت رسول ﷺ سے حاصل ہوتی ہے۔ رواداری کے نام پر ایمان بالرسالت کی اہمیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ برعظیم میں ایمان بالرسالت پر تیسری بار نظریاتی حملہ ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے اکبر کے دور میں فتنہ اُٹھایا گیا کہ دینِ محمدی ﷺ صرف ایک ہزار برس کے لئے تھا۔ اب دینِ الٰہی کی ضرورت ہے جس میں مذہب کی بنیاد پر انسانوں میں کوئی تفریق نہ ہوگی۔ ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگ دینِ الٰہی قبول کر کے اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ اگر مذہبی تفریق رہی تو ہندوستان میں مغلوں کی حکومت عدم استحکام کا شکار ہو جائے گی۔ اِس فتنہ کے خلاف اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے شیخ مجدد الف ثانیؒ ، جن کی تحسین اقبال نے اِس طرح کی :

حاضر میں ہوا شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

دوسری بار یہ فتنہ اُس وقت کھڑا ہوا جب گاندھی جی نے کانگریس کے پلیٹ فارم سے ایک متحدہ وطنی قومیت کا تصور پیش کیا۔ اِس تصور کے مطابق ہندوستان میں بسنے والے تمام افراد ایک ہی قوم ہیں چاہے وہ ہندو ہوں، سکھ ہوں عیسائی ہوں، پارسی ہوں یا مسلمان۔ اُس وقت اِس فتنہ کی سرکوبی کی سعادت حاصل ہوئی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ اقبال کو۔ اب یہ فتنہ تیسری بار اُٹھا ہے۔ لبرل ازم اور روشن خیالی کے نام پر قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور اسلام پر عمل کا رشتہ سنتِ رسول ﷺ سے کاٹا جا رہا ہے۔

10 - مدارس کے خلاف آپریشن :

برعظیم میں دینِ اسلام کی صحیح فکر کی مدافعت وحفاظت کے حوالے سے مدارس کا بہت بڑا **contribution** ہے۔ **1857**ء کی جنگ آزادی میں اہلِ ہند کو شکست دے کر مغرب نے عسکری وسیاسی فتح حاصل کر لی۔ اِس کے بعد فکری غلبہ کے حصول کے لئے اپنا نظامِ تعلیم رائج کرنے کا آغاز کیا۔ فکرِ مغرب کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے ہاں دو علمی تحریکیں شروع ہوئیں۔ ایک تحریکِ علی گڑھ جس کا لائحہ عمل یہ تھا کہ جدید سائنسی ترقی کا ساتھ دینے کے لئے مغربی علوم سیکھے جائیں لیکن اپنے دینی عقائد وشعائر کو برقرار رکھا جائے۔ دوسری تحریک تھی تحریکِ دیوبند جس کا نظریہ تھا کہ ہم مغربی یلغار کا مقابلہ نہیں کر سکتے ،لہٰذا ہم مغربی علوم نہیں پڑھیں گے بلکہ اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے صرف دینی علوم ہی سیکھیں گے۔ تحریکِ علی گڑھ کا یہ فائدہ تو ہوا کہ جدید علوم سیکھ کر ہم عصرِ حاضر کا ساتھ دینے کے قابل ہو گئے لیکن یہ تحریک فکری اعتبار سے مغرب کے گمراہ کن تصورات

سے محفوظ نہ رہ سکی۔ الحاد اور مادہ پرستانہ طرزِ فکر، جدید علوم کے ساتھ ذہنوں پر اثر انداز ہو گئے۔ سائنس کی مرعوبیت نے نگاہوں کا چکا چوند کر دیا، خالص مادہ پرستانہ نقطۂ نظر سے، سائنس کے دریافت کردہ نظریات کو حتمی سمجھتے ہوئے اور عقلی توجیہات کی روشنی میں تعلیماتِ قرآنی اور دینی عقائد کی نئے تعبیرات کی جانے لگیں۔ بقول اقبال :

ہم تو سمجھے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

اور بقول اکبر الٰہ آبادی :

یوں قتل سے بچوں کے بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ایسے میں تحریکِ دیوبند کے زیرِ اثر قائم ہونے والے مدارس ہی تھے جنہوں نے دین کے عقائد وشعائر کو اصل صورت میں برقرار رکھا اور اِن کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔ موجودہ حکومت اِن مدارس کے خلاف آپریشن کر رہی ہے، اِن میں رائج نصابِ تعلیم کو تبدیل کرنے کے لئے دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور غیر ملکی طلباء کو نکالنے کے لئے بڑے سخت قسم کے احکامات دیئے جا رہے ہیں۔ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام یہ ہے کہ بھارت نے پیشکش کی ہے کہ پاکستان سے جن طلباء کو نکالا جائے وہ بھارت آ جائیں۔ ہمارے ہاں مدارس میں دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ وہ ملک جو اسلام کے نام پر بنا تھا وہاں سے ہم اللہ اُن بندوں کو نکال رہے ہیں جو کسی ذاتی غرض سے نہیں، دنیا بنانے کے لئے نہیں بلکہ دینی علم سیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ حکومت مدارس کو دہشت گردی کے مراکز قرار دے رہی ہے حالانکہ اِن مدارس سے فارغ التحصیل کوئی فرد بھی دہشت گردی کی کسی واردات میں ملوث نہیں پایا گیا۔ **9/11** اور **7/7** کے واقعات میں بھی مدارس کے طلباء کے ملوث ہونے کا امکان ظاہر نہیں کیا گیا۔ اِس کے باوجود بھی دہشت گردی کے خلاف کاروائی کا ہدف مدارس

کو بنایا جارہا ہے۔

11 - آغا خان تعلیمی بورڈ کا قیام :

ملک کے تعلیمی نظام کو آغا خان تعلیمی بورڈ کے حوالے کیا جارہا ہے۔ اِس بورڈ کی سرگرمیوں کے لئے امریکہ امداد دے رہا ہے۔ اِس بورڈ کے تحت پہلے ٹیسٹ میں طلباء و طالبات کو ایسا **questionare** دیا گیا جس میں جنسی اعتبار سے انتہائی غیر مہذب سوالات پوچھے گئے۔ اِسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جنسی اعتبار سے قوم کو کس قدر بے حیا بنانے کے مشن پر کام کیا جارہا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اگر کسی ادارے کو امریکہ فنڈ زدے رہا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُس ادارے کا مقصد کیا ہے؟ اِس تعلیمی بورڈ کے ذریعے سے طلباء اور طالبات کو مغربی سوچ اور ثقافت کے رنگ میں رنگنا پیشِ نظر ہے۔

آغا خان تعلیمی بورڈ کے دائرہ ٔ کار کو وسیع کرنے کے لئے سرکاری بورڈز کے تحت جاری نظامِ تعلیم کے خلاف ایسے اقدامات کیے جارہے ہیں تا کہ نجی تعلیمی ادارے آغا خان تعلیمی بورڈ سے الحاق پر مجبور ہو جائیں۔ پہلے بڑا اچھا سلسلہ تھا کہ فروری اور مارچ کے مہینوں میں امتحانات ہوتے تھے۔ **31** مارچ کو نتیجہ نکلتا تھا۔ اِس کے بعد دو مہینے اگلی کلاس کی پڑھائی ہوتی تھی۔ جون اور جولائی میں تعطیلات کے لئے کے لئے ہوم ورک دیا جاتا تھا تا کہ طلباء اور طالبات چھٹیوں کے دوران بالکل فارغ نہ بیٹھیں۔ پہلے حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ امتحانات مئی میں لئے جائیں گے، **31** مئی کو نتیجہ سنا کر چھٹیاں دے دی جائیں گی۔ نہ طلباء اگلی کلاس میں گئے، نہ اگلی کلاس کی کتابیں خریدیں اور نہ کوئی ہوم ورک دیا گیا۔ لہٰذا اب پورے دو مہینے طلباء عیش کریں گے۔ اب فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ چھٹیاں بجائے دو کے تین مہینے کی ہوں گی۔ **31** مئی تک امتحان مکمل ہوں گے اور نتیجہ کا اعلان ستمبر میں کیا جائے گا۔ گویا اب تین ماہ طلباء بالکل فارغ رہیں گے۔ ایک فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ نویں - دسویں اور گیارھویں - بارھویں کے امتحانات ایک ساتھ لئے جائیں گے۔

طالب علم اکثر و بیشتر پڑھتے ہی امتحان کے خوف سے ہیں۔ اِسی لئے دنیا بھر کے نظام ہائے تعلیم میں امتحانات جلدی جلدی ہوتے ہیں۔ لیکن اب ایک طالبِ علم دو سال تک فارغ رہے گا اور پھر اُس پر ایک ساتھ کئی مضامین کے امتحان کا وزن پڑے گا جس سے اُس کی کارکردگی متاثر ہوگی۔

12 - نصابِ تعلیم میں تبدیلی :

ہمارے ہاں جدید تعلیمی اداروں کے نصاب میں دینی تعلیم کا عنصر پہلے ہی بہت کم تھا۔ اب امریکی خواہشات کی تکمیل کے لئے نصاب سے اِس عنصر کو بھی نکالا جارہا ہے۔ اسلام کے تصورِ جہاد، صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ کردار کے تذکرے اور غزوات کے احوال کا بیان نکالا جا رہا ہے تا کہ طالبِ علموں میں کوئی تصور جہاد اور دین کی سربلندی کے لئے جہاد کا کوئی جذبہ سرے سے پیدا ہی نہ ہو۔ صحابیاتؓ کے پاکیزہ کردار کا تذکرہ نکالا جارہا ہے تا کہ بے پردگی اور بے حیائی کے خلاف ذہنوں میں احساسات جنم ہی نہ لیں۔ ختم نبوت سے متعلق مضامین ختم کیے جارہے ہیں تا کہ اسلام دشمن قادیانی فتنہ کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ برِعظیم میں تحریک پاکستان کے دوران ہندو دشمنی کے واقعات مٹائے جارہے ہیں تا کہ پاکستان کے قیام کے ایک جواز کا سدباب کیا جاسکے۔ مسلمانانِ برِعظیم پر انگریز قابضین کے مظالم کے بیانات خارج کیے جارہے ہیں تا کہ مغرب کے استعماری کردار کی پردہ پوشی کی جاسکے۔ فحاشی، جنسی بے راہ روی اور موسیقی کی طرف رغبت دلانے والے مضامین نصاب میں شامل کیے جارہے ہیں تا کہ اِن خرافات میں مبتلا ہونے کے بعد کسی اعلیٰ مقصد کے لئے کام کرنے کا خیال بھی دلوں میں پیدا نہ ہو۔

سب سے بڑا ظلم جو حال ہی میں کیا گیا وہ یہ کہ نماز کا طریقہ نصاب سے خارج کیا جارہا ہے۔ دلیل یہ دی جارہی ہے کہ نماز کے طریقہ میں اختلاف ہے لہٰذا اِسے خارج کیا جارہا ہے، حالانکہ نماز کے طریقہ کا اختلاف ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک صاحب

نے جنگ اخبار میں بڑی پیاری بات لکھی کہ نماز کے طریقہ کے اختلاف کے ذریعے سے ہی ہم یہ بات اپنے لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو مختلف مسالک ہیں، اُن کے درمیان اختلافات کی نوعیت بڑی سطحی ہے۔ سب کے نزدیک نماز میں قیام، رکوع، دو سجدے فرض ہیں، اِن کی ادائیگی کی ترتیب ایک ہی ہے اور فرض نماز کی رکعتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر نماز کے حوالے سے اختلافی امور ہیں تو انتہائی فروعی نوعیت کے۔

برعظیم میں ہمارے اسلاف کی اردو زبان میں تحریروں اور شاعری کی صورت میں ایک بڑا علمی وفکری اثاثہ موجود ہے۔ اب پہلی کلاس سے انگریزی کی تعلیم کو لازمی کیا جارہا ہے تاکہ اِس قیمتی اثاثہ سے نئی نسل کا تعلق بالکل ہی ختم کر دیا جائے۔ کسی بھی علم کے سیکھنے کے لئے سب سے زیادہ سہولت اپنی زبان میں ہوتی ہے۔ کئی ممالک میں جدید علوم کو مقامی زبان میں منتقل کر کے سکھایا جارہا ہے۔ ہمارے ہاں پہلے تو طالبِ علم کو ایک دوسری زبان سیکھنے کی ذہنی مشقت برداشت کرنی پڑے گی اور پھر اُس زبان کو سیکھنے کے بعد، اُس میں تحریر شدہ جدید علوم سیکھنا پڑیں گے۔

گیارہویں کلاس کی انگریزی کی کتاب میں ایک ایسی نظم شامل کر دی گئی کہ جس میں صدر بش کی بہادری اور جرأت کی مدح ہے۔ گویا ایک جھوٹے اور سفاک انسان کو آئیڈیل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

یہ ہیں وہ کارنامے جن پر امریکی خاتون وزیرِ خارجہ نے ہماری سابقہ وزیرۂ تعلیم کو **Wonderful Minister** کا خطاب دیا۔ پاکستان میں ہر کچھ عرصے بعد امریکہ سے کرسٹینا روکا تشریف لاتی ہیں اور جائزہ لیتی ہیں کہ ہم نے جو **guide lines** دی تھیں اُن پر عمل درآمد کے حوالے سے کیا پیش رفت (**progress**) ہوئی؟

13- عام انسان کو معاشی حیوان بنانے کا منصوبہ :

حکومت اپنی معاشی پالیسیوں کے ذریعہ اِس ایجنڈے پر کام کر رہی ہے کہ ملک کے ایک

عام شہری کو معاشی معاشی حیوان بنا دیا جائے۔ اُسے اپنی بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لئے کولہو کے بیل کی طرح مشقت کرنی پڑے اور اُس کا بیشتر وقت اِسی مقصد کے لئے صرف ہو جائے تاکہ نہ وہ کوئی اعلیٰ سوچ سوچے اور نہ ہی باطل نظام کے خلاف کسی تحریک کا ساتھ دینے کے لئے اُس کے پاس وقت ہو۔ حکومت کے اکثر اقدامات ملک میں معاشی اعتبار سے موجود طبقاتی تقسیم کو پختہ کر رہے ہیں۔ غریب کو غریب سے غریب تر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اکثر ملکی وسائل کو مفاد یافتہ طبقات کی طرف منتقل کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ پاکستان میں پہلے کبھی اتنی خودکشیاں نہیں ہوئیں جتنی اِس دورِ حکومت میں ہوئی ہیں۔ اِس حوالے سے شرمناک اقدامات حسبِ ذیل ہیں:

i- وفاقی شرعی عدالت کے **bank interest** کو ربا قرار دینے کے فیصلہ کو انتہائی دھاندلی کے ذریعے سے کالعدم کر دیا گیا۔ اگر سود کی لعنت ختم ہوتی تو خود بہ خود سرمایہ گردش میں آتا اور سرمایہ داری کی جڑ کٹ جاتی۔

ii- پٹرول، ڈیزل اور گیس کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے۔ عالمی مارکیٹ میں پیٹرول کی قیمتیں گر رہی ہیں لیکن یہاں ہر پندرہ دن بعد پیٹرول کی قیمت بڑھا دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے ہر چیز مہنگی ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر کرائے اور سفری اخراجات بڑھائے جارہے ہیں تاکہ لوگ اعلیٰ مقاصد کے لئے سفر کرنے کے بھی قابل نہ رہیں اور ایک جگہ ظالمانہ نظام کے خلاف منصوبہ بندی کرنے اور اِس حوالے سے کسی تحریک کو منظّم کرنے کے لئے جمع بھی نہ ہو سکیں۔

iii- اہم قومی اثاثہ جات کی نج کاری کی جارہی ہے اور اہم ادارے، کوڑیوں کے مول من پسند سرمایہ داروں کو دیے جارہے جو ملازمین کی تعداد کم کر رہے ہیں اور بقیہ ملازمین سے طویل اوقات تک کام لے رہے ہیں۔

iv- غیر ترقیاتی اخراجات میں بے تحاشہ اسراف کیا جارہا ہے۔ **VIPs** کے استعمال

کے لئے اعلیٰ قسم کی گاڑیاں اور طیارے خریدے جارہے ہیں۔ ملک میں شدید زلزلہ آیا اور اپیل بھی کی گئی کہ اِن جہازوں کے سودوں کو منسوخ کرواور یہ رقم زلزلہ کے متاثرین پر خرچ کرو لیکن حکومت نے اپیل رد کردی۔ موجودہ دورِحکومت میں پہلے اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں **17** ہزار روپے سے بڑھا کر **38** ہزار روپے کی گئیں اور اب اِن تنخواہوں میں مزید **15** فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ ممبرانِ اسمبلی کی دیگر مراعات بھی بڑھادی گئی ہیں۔

iv- تعلیم کو مہنگا کیا جارہا ہے تاکہ غریب طبقہ، سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیم کے حصول کے لئے مجبور ہو جائے۔ پھر سرکاری اداروں میں تعلیم کو اِس قدر ناقص کیا جارہا ہے تاکہ غریب طالب علموں میں اتنے جوہر پیدا ہی نہ ہوں کہ وہ کسی اعلیٰ منصب تک پہنچ سکیں۔ سرکاری تعلیم سے صرف محکوم اور **working** طبقہ تیار ہو سکے۔ امراء کے لئے الگ نظامِ تعلیم کو فروغ دیا جارہا ہے تاکہ وہ ہی ملک کے کلیدی مناصب تک پہنچ سکیں۔

14 - بے حیائی اور فحاشی کی اشاعت :

بے حیائی اور فحاشی کی اشاعت جس تیزی کے ساتھ موجودہ دورِحکومت میں ہوئی ہے، اِس کی نظیر ماضی کے کسی دورِحکومت میں نہیں ملتی۔ مقصد یہ ہے کہ قوم کو اسلام کی پاکیزہ تہذیب سے دور کر کے مادر پدر آزاد مغربی تہذیب سے ہم آہنگ کیا جائے۔ کسی ملک میں بھی **social engineering** کے نام پر ایسے اقدامات نہیں کیئے گئے جو ہماری حکومت نے کیئے ہیں مثلاً :

i- مختلف ٹی وی چینلز پر حیا سوز مناظر دکھائے جارہے ہیں۔ سائن بورڈز جتنے بیہودہ اس دور میں آویزاں کیے گئے ہیں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ یوٹیلٹی بلز پر بیہودہ تصویریں گھروں پر آرہی ہیں، یہاں تک کہ بچوں کی پینسلز، کاپیز اور بیگز پر بیہودہ تصویریں

چھاپی جارہی ہیں۔ موسیقی اور ناچ گانے کے کلچر کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ پچھلے سال **14** اگست کو مشرف صاحب خود بھی ایک محفل میں محوِ رقص ہوگئے اور اِس کے بعد اُنہوں نے اپنی تقریر میں علماء کو بھی ایسی ''روشن خیالی'' اختیار کرنے کی دعوت دی۔

ii- مخلوط معاشرت کو رواج دینا موجودہ حکومت کا ایک خاص مشن محسوس ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی اسمبلیوں میں خواتین کے لئے **33%** نشستیں مختص نہیں۔ ہمارے ہاں ایسا کیا گیا اور قومی، صوبائی اور ضلعی اسمبلیوں کے لئے دس ہزار عورتوں کو ایک دم گھر سے باہر لے آیا گیا۔ خواتین کے گھر کی چاردیواری سے باہر نکلنے سے اور غیر مردوں کے ساتھ رابطہ میں آنے سے معاشرے میں بدکاری عام ہوتی ہے، شوہر اور بیوی کے درمیان اعتماد ختم ہوتا ہے اور خاندانی نظام برباد ہو جاتا ہے۔ میراتھن ریس کے ذریعہ بھی عورتوں کو گھروں سے نکال کر سڑکوں پر دوڑایا جارہا ہے۔

iii- مغرب کی مالی امداد سے کام کرنے والی مادّہ پرست این جی اوز کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ یہ این جی اوز محبت کی شادیوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں، گمراہ کن نظریات کو فروغ دے رہی ہیں اور خدمتِ خلق کے پردے میں بے حیا کلچر کو عام کر رہی ہیں۔ یہ این جی اوز مختاراں مائی کو امریکہ لے گئیں اور عالمی سطح پر اُس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو خوب اچھالا گیا۔ ایک صاحب نے نوائے وقت میں بڑا اچھا کالم لکھا تھا کہ'' مختاراں مائی مختاراں مائیوں کے دیس میں''۔ امریکہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں خواتین مختاراں مائیاں ہیں۔

قیامِ پاکستان کے منفی سبب ہندو دشمنی کے حوالے سے شرمناک طرزِ عمل

1 - مسئلہ کشمیر پر **U -Turn** :

موجودہ حکومت نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے دیرینہ موقف سے پسپائی اختیار کر لی۔ پاکستان کا شروع سے موقف یہ تھا کہ بھارت کے ساتھ ہمارا اصل اختلاف مسئلہ کشمیر پر

ہے۔ بھارت کا موقف تھا کہ ہم دیگر معاملات ،خاص طور پر باہم تجارت کے معاملہ کو آگے بڑھائیں،مسئلہ ٔ کشمیر پر بعد میں بات کریں گے۔ ہمارے صدر صاحب 2002ء میں آگرہ گئے اور مذاکرات کو درمیان میں چھوڑ کے واپس آگئے کیونکہ بھارت مسئلہ ٔ کشمیر کو **core issue** تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ بھارت آج بھی اپنے موقف پر سختی سے قائم ہے کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ من موہن سنگھ نے بابار کہا کہ مجھے میری قوم نے بھارت کی سرحدیں تبدیل کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ یہ مشرف صاحب کے منہ پر من موہن کا طمانچہ ہے کہ میں تو قوم کے اختیار سے حکومت پر فائز ہوں جبکہ تم نے زبردستی حکومت پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ہم نے بھارت کو خود موقع فراہم کیا اور اُس نے اربوں روپے خرچ کرکے کنٹرول لائن پر باڑ، جدید ترین کیمرے اور لائٹس لگا دی ہیں۔ کیا بھارت یہ سب ہٹا کر پاکستان کو کشمیر کا کچھ حصہ دے گا؟ ہم نے لچک دکھا کر مسئلہ ٔ کشمیر پر اپنی پوزیشن کمزور کرلی ہے۔ بھارت نے 58 سال سے کشمیر پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے، اقوامِ متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کے لئے تیار نہیں اور سات لاکھ فوج کے ذریعہ بربریت کا بازار گرم کررکھا ہے۔ ہزاروں کشمیریوں کو قتل کر دیا گیا، املاک کو تباہ کیا، خواتین کی عصمت دری کی لیکن اب بھی وہ اپنی ہٹ درمی پر اڑا ہوا ہے، پاکستان پر دہشت گردی اور دراندازی کے الزامات لگا رہا ہے اور آزاد کشمیر پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں بھاشا ڈیم بنانے پر اعتراض کر رہا ہے جبکہ ہم حق پر ہونے کے باوجود لچک پر لچک دکھا کر کمزوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور بھارت سے اُس کی خواہشات کے مطابق ''جامع مذاکرات'' کررہے ہیں :

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتہ ٔ تسبیحِ شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

کشمیر کا مسئلہ ہماری لچک کی وجہ سے اب مردہ ہو چکا ہے، جبکہ بھارت کی خواہش اور مفادات

کی خاطر دیگر مسائل پر بات چیت بھی ہو رہی ہے اور پیش رفت بھی۔

2- بگلیہار ڈیم کے مسئلہ پر نرمی :

بھارت نے ناجائز طور پر دریائے جہلم پر بگلیہار ڈیم تعمیر کر رہا ہے۔ یہ منصوبہ پنجاب کے کھیتوں کو چٹیل میدان بنانے کا اقدام ہے۔ ہم نے اِس مسئلہ پر بھی بھارت سے واجبی سا احتجاج کیا۔ بھارت سے مختلف مسائل پر مذاکرات بھی جاری ہیں، خیر سگالی کے وفود بھی آجا رہے ہیں اور کھیلوں کے روابط بھی سرگرمی سے برقرار ہیں۔

3- اکھنڈ بھارت کی طرف پیش قدمی :

بھارت کی دیرینہ خواہش ہے کہ پھر سے اکھنڈ بھارت وجود میں آئے۔ اُن کے لیڈر بار بار کہہ رہے ہیں کہ دونوں ممالک کے درمیان **soft boundries** ہونی چاہئیں۔ ہم نے کئے مقامات سے سرحدیں کھول کر اُن کی یہ تمنا پوری کر دی ہے۔ بھارت کے انتہا پسند لیڈر ایڈوانی اور جسونت سنگھ پاکستان میں آ کر کہہ گئے ہیں کہ دونوں ملکوں کے عوام مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ مشرقی پنجاب کا وزیرِ اعلیٰ کئی بار ہمارے پنجاب میں آکر پھر سے ملاپ کی خواہش کا اظہار کر چکا ہے۔ اُس کے بقول ہم ایک ہیں، ہماری زبان ایک ہے، ہمارا کلچر ایک ہے، ہم نے خوامخواہ تفریق کی لکیر کھینچی ہوئی ہے۔ آخری بار جب آیا تو اُس کے ساتھ سکھوں کا ایک دستہ تھا جو سرحد عبور کرتے ہوئے نعرے لگا رہا تھا کہ اب راج کرے گا خالصہ اور کرے نہ کوئی۔ ہم گرمجوشی سے اُن کا استقبال کرکے اور اُنہیں پھولوں کے ہار پہنا کر اُن کے ناپاک عزائم کی تائید کر رہے ہیں۔ بھارتی صدر نے کہا ہے کہ نوجوان ہمت کریں تو پاکستان اور بھارت کی پھر فیڈریشن قائم ہو سکتی ہے لیکن ہم نے اِس کے جواب میں کسی ردِعمل کا مظاہرہ نہیں کیا۔

4- پاکستان کو بھارتی اشیاء کی منڈی بنانے کی سازش :

عالمی یہودی استعمار دنیا بھر میں کچھ **Economic Regions** اور **free trade**

zones قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ آزادانہ تجارت کو فروغ دے کر مقامی صنعتوں کو تباہ کرکے **multi nationals** کی اجارہ داری قائم کی جاسکے۔ اِسی حوالہ سے پاکستان کو بھارتی اشیاء کی منڈی بنانے کا منصوبہ ہے۔ بھارت بار بار پاکستان سے تقاضا کررہا ہے کہ تجارت کے حوالے سے ہمیں **favourite nation** قرار دو۔ پاکستان بھارت کی اِس خواہش کو پورا رنے کے لئے ابتداء میں دونوں ملکوں کے درمیان ٹرین اور کئی مقامات سے بس سروس چلا رہا ہے تاکہ بعد میں انہیں راستوں کو تجارتی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاسکے۔

5- بھارتی ثقافت کا فروغ :

بھارتی ثقافت کا فروغ تو اِس ملک میں عرصہ سے جاری ہے۔ ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ بھارتی فلموں کی فراوانی نے اِس حوالہ سے مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ ہمارا نوجوان ہندوستانی اداکاروں اور گلوکاروں کا پرستار اور اُن کی فلموں اور گانوں کا شوقین ہے۔ اب تسلسل کے ساتھ بھارتی اداکار، گلوکار اور فنکار پاکستان آکر محبت کے ترانے الاپ رہے ہیں۔ اب تو بھارتی فلموں کی پاکستان میں نمائش کی اجازت بھی دی جارہی ہے۔

ہماری حکومت کے مندرجہ بالا اقدامات ہیں جنہوں نے ہمارے دلوں سے ہندو دشمنی کے عنصر کو ختم کردیا ہے۔ اُن کے ناپاک عزائم اب بھی اُن کے سینوں میں موجود ہیں جن کا اظہار کبھی کبھی ہو جاتا ہے۔ نواز شریف صاحب نے واجپائی صاحب کو لاہور بلایا اور بظاہر واجپائی صاحب نے بڑی محبت کا اظہار کیا۔ نواز شریف صاحب نے ایک محفل میں کہا کہ کشمیر کے بغیر پاکستان نامکمل ہے اور واجپائی صاحب نے فوراً جواب دیا پاکستان کے بغیر بھارت نامکمل ہے۔ قرآنِ حکیم نے ہمیں کتنا کھول کھول کر کافروں کی اِس دشمنی سے آگاہ کیا کہ :

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ط وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ج وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط قَدْ بَيَّنَّا

لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿ (آلِ عمران : 118)

''مومنو! کسی غیر مسلم کو اپنا راز داں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ تمہیں تکلیف پہنچے، اُن کی زبانوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی جاتی ہے اور جو (بغض) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔''

1962ء میں چین اور بھارت کی جنگ کے دوران، بھارت نے ہم سے درخواست کی کہ ہم اِس موقع سے فائدہ اٹھا کر کشمیر پر حملہ نہ کریں، بھارت جنگ کے بعد بات چیت سے اِس مسئلہ کو حل کردے گا۔ ہم نے بھارت کی درخواست قبول کرلی۔ اِس کے برعکس بھارت نے **1971**ء میں سقوطِ مشرقی پاکستان میں جو کردار ادا کیا وہ ہندوؤں کی مسلم دشمنی کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کردیا اور مسلمانوں سے اپنی ہزار سالہ شکست کا بدلہ لے لیا۔ اندرا گاندھی نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر پاکستان کے کسی اور صوبے میں بھی مشرقی پاکستان جیسے حالات ہوئے تو بھارت وہی کردار ادا کرے گا جو اُس نے مشرقی پاکستان میں ادا کیا ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے بھی بھارت اپنی تشویش کا اظہار کرچکا ہے۔ جب ہم نے اِس پر احتجاج کیا اور اِسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا تو بھارت نے ہمارے احتجاج کو مسترد کردیا اور اپنی تشویش کو جائز قرار دیا۔

یہ ہیں ہندو دشمنی کے مظاہر لیکن ہم نے اپنے مذکورہ بالا اقدامات کی وجہ سے اِس دشمنی پر پردہ ڈال دیا اور گویا پاکستان کے قیام کے ایک جواز کو خود ہی ختم کردیا۔

پاکستان کی سالمیت کے خلاف اقدامات

1- 9/11 کے واقعہ کے بعد امریکہ کی غلامی :

9/11 کے واقعہ کے بعد امریکہ نے حکومتِ پاکستان کو دھمکی دی کہ فیصلہ کرو کہ تم ہمارے

دوست ہو یا دشمن۔اگر دوست ہو تو افغانستان کے خلاف کاروائی میں ہمارا بھرپور ساتھ دو۔اُس وقت ہمارے پاس دو راستے تھے :

i- ہم امریکہ سے مطالبہ کرتے کہ ثبوت فراہم کرو کہ **9/11** کے واقعہ میں افغانستان کی حکومت ملوث ہے۔ اگر ثبوت ہیں تو ہم افغانستان کی حکومت سے تعلقات منقطع کرلیں گے ورنہ ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اب اگر امریکہ ہمارے خلاف کاروائی کا فیصلہ کرتا تو ہم بھی اِس نظریہ کے ساتھ کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے،اپنے ایٹمی میزائلوں کا رخ بھارت اور اسرائیل کی طرف کردیتے۔ ہمارے پاس ایٹمی صلاحیت آخر کس مقصد کے لئے تھی؟ ہمارے میزائل کس کام کے لئے تھے؟اگر میزائلوں کا رخ ہوتا بھارت کی طرف تو پھر جرأت نہیں تھی کہ بھارت ہمارے خلاف کسی اقدام کا ساتھ دیتا۔ پھر ہمارے پیچھے طالبان بھی تھے،ایران بھی امریکہ کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔چین بھی قبول نہ کرتا کہ اِس خطہ میں اُس کے واحد قابلِ اعتماد اتحادی کے خلاف کاروائی ہو۔ بالفرض امریکہ کاروائی کرتا تو بھی اُس کا اِس سے زیادہ برا حشر ہوتا جیسا عراق میں ہو رہا ہے۔

ii- دوسرا راستہ یہ تھا کہ ہم امریکہ کی دھمکی سے ڈر جاتے اور اُس کے تمام مطالبات کو تسلیم کرلیتے۔

بدقسمتی سے ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔امریکہ سے بغیر ثبوت طلب کیے طالبان حکومت کو **9/11** کے واقع کا مجرم قرار دیا اور دینی واخلاقی اصولوں سے غداری کرتے ہوئے امریکہ کے تمام مطالبات تسلیم کرلیے۔ہم پر فوری تباہی تو نہیں آئی لیکن آہستہ آہستہ ہم اپنی بربادی کی طرف بڑھتے جارہے ہیں ۔ اُس وقت ہم نے اپنے اِس فیصلہ کی حسبِ ذیل مصلحتیں بیان کیں :

i- ملک کی سالمیت محفوظ رہے۔

ii- ہماری معاشی صورتحال بہتر ہوجائے۔

iii- ہماری ایٹمی صلاحیت محفوظ رہے۔

iv- مسئلۂ کشمیر کے حل کے لئے ہمیں امریکہ کی مدد حاصل ہو۔

اُس وقت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے صدر مشرف صاحب سے کہا تھا کہ جن چار مقاصد کے لئے آپ امریکہ کے اتحادی بن رہے ہیں،اِن میں سے کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوگا۔آپ فوری تباہی سے بچ جائیں گے لیکن رفتہ رفتہ آپ کو ہر محاذ پر کمزور کیا جائے گا۔امریکہ کے پیچھے اسرائیل ہے جو پاکستان کے وجود کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے خطرہ سمجھتا ہے۔لہٰذا پاکستان کے خلاف لازماً اقدامات ہوں گے۔ بعد کے واقعات نے ڈاکٹر صاحب کے خدشات کو صحیح ثابت کردیا۔

i- ملک کی سالمیت کا معاملہ یہ ہے کہ ہم پہلے صرف مشرقی سرحد سے خطرہ محسوس کرتے تھے،اب ہماری اچھی خاصی فوج مغربی سرحد پر بھی تعینات ہے۔بلوچستان اور وزیرستان میں پاکستان کی سیکیورٹی فورسز اپنے ہی لوگوں کے ساتھ جنگ میں الجھ چکی ہیں۔امریکہ اِس حوالہ سے ہم پر مزید کاروائیاں کرنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے اور بصورت دیگر خود حملہ کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔

ii- معیشت کا معاملہ یہ ہے کہ ایک طرف وزیر اعظم صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہماری معیشت نے **take off** کرلیا ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ اور ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی معیشت کی تنزلی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

iii- ایٹمی صلاحیت کے حوالے سے امریکہ نے ہم سے اقبالِ جرم کرالیا کہ دنیا میں ایٹمی صلاحیت کے فروغ میں ڈاکٹر قدیر اور اُن کا نیٹ ورک ملوث ہے۔ہم اپنے محسن ڈاکٹر قدیر کو میڈیا پر لے آئے،اُنہوں نے سب کے سامنے اپنی ''غلطی'' کا اعتراف کیا اور گویا اِس حوالے سے ہمارے خلاف امریکہ کی فائل بالکل مضبوط ہوچکی ہے۔

اِس بات کو جواز بنا کر امریکہ نے پاکستان کے ساتھ ایٹمی صلاحیت میں تعاون کے حوالے سے کسی قسم کے معاہدے سے انکار کر دیا۔

iv- مسئلہ کشمیر پر امریکہ ہمارے موقف کی حمایت تو کیا کرتا بلکہ اُس نے ہمیں بھارت کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا اور بھارت کو اپنا خاص حلیف قرار دے کر اِس سے ایٹمی صلاحیت کے حوالے سے تعاون کا معاہدہ کر لیا ہے۔

2- افغانستان میں پاکستان دوست حکومت کے خاتمہ میں تعاون :

پاکستان کے قیام کے بعد افغانستان میں طالبان کی حکومت وہ پہلی حکومت تھی جو پاکستان دوست تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد اقوامِ متحدہ میں ہماری رکنیت کی مخالفت کرنے والا واحد ملک افغانستان تھا۔ اُس کے بعد بھی افغان حکومتوں نے ہر موقع پر پاکستان کے مقابلہ میں بھارت کا ساتھ دیا۔ یہ طالبان کی حکومت تھی کہ جس کی وجہ سے ہماری مغربی سرحد بالکل محفوظ ہو گئی۔ صدر مشرف صاحب نے بھی کئی بار کہا کہ طالبان حکومت کے ساتھ دوستی ہماری ضرورت ہے کیونکہ ہمیں بھارت کے مقابلہ میں دفاع کی **depth** افغانستان سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ہم نے ایک امریکی دھمکی پر افغانستان کے حوالے سے ***U -Turn*** لے کر پاکستان کی سالمیت کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ اب افغانستان میں پاکستان دشمن حکومت قائم ہے جو پاکستان پر دراندازی اور دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام لگا رہی ہے۔ بھارت سے اِس حکومت کے تعلقات مستحکم ہو رہے ہیں اور صدر بش نے بھارت کو افغانستان کا سرپرست بننے کی درخواست کی ہے۔ آج ہم امریکہ سے شکایات کر رہے ہیں کہ بلوچستان میں تخریب کاروں کو اسلحہ افغانستان کی طرف سے مل رہا ہے۔ بھارت قندھار اور جلال آباد میں اپنے قونصل خانوں کے ذریعہ پاکستان میں دہشت گردی کے لئے منصوبہ بندی کر رہا ہے اور تربیت و وسائل فراہم کر رہا ہے۔

3- بلوچستان میں آپریشن :

بلوچستان میں حالات انتہائی نازک صورت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ سرزمین بیش بہا معدنی

ذخیروں سے مالا مال ہے۔ گوادر کی بندرگاہ، وسط ایشیا کی ریاستوں سے تجارتی سرگرمیوں کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اِس بندرگاہ پر چین کی موجودگی امریکہ کے لئے نا قابلِ قبول ہے۔ بلوچستان میں تخریب کاری ایک عالمی سازش کے تحت ہو رہی ہے جس میں بھارت اور امریکہ پیش پیش ہیں۔ اِن حالات میں قوم پرستوں سے دشمنی مول لینا اور اُن سے مذاکرات و مصالحت نہ کرنا غیر دانشمندی ہے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ میں کمیٹیاں قائم کی گئیں لیکن اُنہوں نے کوئی قابلِ ذکر کام نہیں کیا۔

4- سیاسی خلفشار :

پاکستان کے اندرونی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ یہاں عوام کی منتخب کردہ حکومت ہو۔ جب بھی اس ملک میں فوجی حکومت آئی ہے، صوبوں کے اندر احساسِ محرومی پیدا ہوا اور اُن کے درمیان نفرتیں بڑھی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ فوج کی اکثریت کا تعلق پنجاب سے ہے۔ مشرقی پاکستان، فوجی حکومت کی وجہ سے علیحدہ ہوا اور اب بھی یہی کیفیت ہے۔ ہمارے ہاں اِس وقت بین الصوبائی انتشار عروج پر ہے۔ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے تین صوبے ایک طرف ہیں اور پنجاب دوسری طرف ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں ایک شخص کی حکومت ہے۔ اُس نے **2002**ء میں عالمی دباؤ پر انتخابات کرائے لیکن پوری دنیا نے کہا کہ یہ انتخابات غیر منصفانہ تھے۔ اِس دھاندلی کے باوجود بھی جب اپنی مرضی کی حکومت تشکیل دینے کے لئے مطلوبہ اکثریت نہ ملی تو ایسے کرپٹ اراکینِ اسمبلی کی وفاداریاں، دھمکیوں اور لالچ کے ذریعہ تبدیل کرائی گئیں جن پر نیب کے ذریعے سے مقدمات قائم کئے گئے تھے۔ کہا گیا کہ اُنہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اِس کے بعد اِن نیب زدگان کو پیٹریاٹ کا نام دے کر وزیروں کے منصب دے دیے گئے۔ ابتداء میں حکومت کو استحکام دینے کے لئے چھوٹے صوبے کے ایک شخص کو وزیرِ اعظم بنایا گیا۔ پھر امریکہ سے درآمد شدہ شخصیت کو وزیرِ اعظم بنانے کے لئے قومی اسمبلی کا رکن منتخب کرایا گیا۔ سینٹ کا چیئرمین بھی ایک اپنے اعتماد کے شخص کو بنایا گیا تاکہ

صدر صاحب کی غیر موجودگی میں وہ قائم مقام صدر بن سکے۔ اس طرح کی صورتحال دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں کہ باوردی شخص سیاہ وسفید کا مالک بن جائے اور پھر ملک میں جمہوریت کا راگ بھی الاپا جائے۔ کالا باغ ڈیم کے معاملہ پر اختلاف کی اصل وجہ ملک پر مسلط جابرانہ نظام اور شخصی آمریت کے خلاف احتجاج ہے۔ مشرف صاحب کی اِس وقت ساری توجہ ذاتی اقتدار کے تحفظ اور دوام پر ہے۔ اِس وقت ضرورت اِس بات کی ہے تمام قابلِ ذکر سیاسی قوتوں کو اعتماد میں لیجائے اور باہمی مشاورت سے ملک کو درپیش خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔

5- اہم قومی اداروں کی نج کاری :

حساس نوعیت کے قومی اداروں کو فروخت کیا جارہا ہے جیسے **PTCL**، **NRL** اور پاکستان اسٹیل مل۔ یہ ادارے مالی اعتبار سے منفعت بخش بھی ہیں لیکن اِس کے باوجود اِن کی نج کاری کی جارہی ہے۔

6- پٹرول/ڈیزل کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ :

عالمی مالیاتی اداروں کے دباؤ پر پٹرول، ڈیزل اور گیس کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے۔ عالمی مارکیٹ میں پیٹرول کی قیمتیں گر رہی ہیں لیکن یہاں ہر پندرہ دن بعد پیٹرول کی قیمت میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔ اِس اضافہ کی وجہ سے ہر شے مہنگی ہوتی ہے اور بالخصوص ملک کی زرعی اور صنعتی ترقی پر شدید منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

مستقبل کا بھیانک منظر

ہمارے مذکورہ بالا طرزِ عمل سے رفتہ رفتہ ہماری نئی نسل اِس سوچ کی حامل ہوتی جارہی ہے کہ ہمیں بھارت کے ساتھ **confidration** کرلینی چاہیئے کیونکہ :

i- پاکستان کا بنانا بے مقصد تھا۔ جس طرح کا سیکولر طرزِ حکومت اور نظام بھارت میں ہے اُسی طرح کا پاکستان میں ہے، لہٰذا ہم نے خوامخواہ ہی ایک تفریق کی لکیر کھینچی۔

ii- بھارت میں نظامِ حکومت پاکستان سے بہتر ہے۔ وہاں حقیقی جمہوریت ہے، جاگیرداری نہیں، احتساب کا نسبتاً بہتر نظام ہے اور قانون کی صحیح عملداری ہے۔

iii- جرنیلوں، جاگیرداروں اور بیوروکریسی کے ظلم وستم اور لوٹ مار سے بین الصوبائی نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور معاملہ خانہ جنگی کی طرف جارہا ہے۔ بیرونی دشمن اِس خانہ جنگی کو اور ہوا دے رہے ہیں۔ اِس صورتِ حال میں بہتر ہے کہ بھارت سے الحاق کرلیا جائے۔

iV- بھارت سے الحاق کی صورت میں کشمیر اور دریائی پانی کا مسئلہ دونوں ہی ختم ہوجائیں گے جن کی وجہ سے معاملہ ایٹمی جنگ تک جاسکتا ہے۔

یہ ہیں وہ حالات کہ جن میں بھارتی لیڈر محبت کے ترانے گاتے ہوئے پاکستانیوں کو پھر سے اپنے ساتھ ملنے کا پیغام دے رہے ہیں۔ اِس ناپاک منصوبہ کی تکمیل کے لئے بھارتی فلموں، ڈراموں، گانوں اور کرکٹ کے روابط نے ہمارے ہاں حالات سازگار کرلئے ہیں۔ اب ایسا محسوس ہورہا ہے کہ **58** برس پہلے ہم نے ہزاروں جانوں کی قربانی دے کر اور ہزاروں عصمتیں لٹا کر اسلام کے نام پر جو ملک حاصل کیا تھا وہ سب کا سب رائیگاں جائے گا۔

دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے جرنیل، جاگیردار، سرمایہ دار اور بیوروکریسی یعنی اشرافیہ کا طبقہ نہیں چاہتا کہ پاکستان کا بھارت کے ساتھ الحاق ہو۔ اُنہیں معلوم ہے کہ اِس الحاق سے اُن کی عیاشیاں اور لوٹ مار کا سلسلہ ختم ہوجائے گا۔ اِسی لئے حکمران طبقہ ایٹمی صلاحیت کے حوالے سے امریکہ کے مطالبات نہیں مان رہا اور میزائل ٹیکنالوجی کو فروغ دے رہا ہے۔ لیکن اِس طبقہ کے سیاہ کرتوں نے پاکستان کو خاتمہ کے قریب کردیا ہے۔ اب اگر اِس طبقہ نے بھارت کے ساتھ الحاق کے منصوبہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو امریکی وزیر خارجہ کہہ چکی ہے کہ پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ امریکہ اور بھارت کریں گے۔ پاکستان میں امریکی سفیر نے کہہ دیا ہے کہ امریکہ اور بھارت کسی تیسرے ملک کے خلاف کاروائی کے لئے تیاری کرچکے ہیں۔ گویا اب پاکستان میں حالات کو اور خراب کیا جائے گا اور پھر بزورِ طاقت پاکستان کو بھارت کے ساتھ الحاق پر مجبور کیا جائے گا۔ باجوڑ میں میزائل حملہ اور

آئندہ کے لئے اِس طرح کے حملوں کو جاری رکھنے کا اعلان کر کے امریکہ نے اپنے عزائم کا اظہار کر دیا ہے۔

مسئلہ کا سب سے افسوسناک پہلو

سب سے زیادہ افسوس ناک معاملہ یہ ہے کہ :

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ملک کے حالات خرابی کی انتہا پر ہیں لیکن مجموعی طور پر ہمیں کوئی پریشانی اور فکر لاحق نہیں۔ جو ہماری بڑی سیاسی جماعتیں ہیں اِن سے تو کوئی توقع نہیں۔ وہ تو خود چاہتی ہیں کہ اُنہیں امریکہ کی آشیر باد حاصل ہو اور وہ اقتدار تک پہنچ سکیں۔ کوئی امید تھی تو مذہبی سیاستدانوں سے تھی۔ اُن کا معاملہ بھی یہ ہے کہ وہ حکومت میں حاصل اپنا حصہ داؤ پر لگانے کو تیار نہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مشرف حکومت سے سے تعاون کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ قاضی حسین احمد صاحب اُن کے راستہ میں رکاوٹ ہیں۔ مجلسِ عمل نے بھی اب تک سارا زور ایسے مسائل پر دیا ہے جن کا نفاذِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ **LFO** پر حکومت سے سمجھوتا ہوا، دستور میں سترھویں ترمیم کے ذریعہ مشرف حکومت کے تمام اقدامات کو تحفظ دیا گیا لیکن اسلام کے حوالے سے کوئی بات نہیں منوائی گئی۔ اِس وقت کوئی ایسی کوئی مؤثر تحریک نہیں جو حکومت کو اسلام اور ملکی سالمیت کے خلاف اقدامات سے روک سکے۔

فوری علاج

☆ ملک کی تمام قابلِ ذکر سیاسی جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کر کے اندرونی طور پر مفاہمت اور استحکام کی فضا قائم کی جائے۔

☆ بلوچستان میں سرداروں سے گفتگو کر کے مفاہمت کی راہ نکالی جائے۔

☆ ملک میں منصفانہ انتخابات کروا کر اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کیا جائے۔

☆ باجوڑ کے واقعہ اور ایٹمی توانائی کے حوالے سے بھارت کے مقابلہ میں غیر منصفانہ سلوک

کو بنیاد بنا کر امریکہ کی مزید فرمانبرداری سے معذرت کی جائے۔

☆ ایران کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کر کے باہم دفاعی معاہدہ کیا جائے۔

☆ چین کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط کر کے دفاعی روابط اور بڑھائے جائیں۔

☆ ہر شہری کے لئے عسکری تربیت کا حصول لازم قرار دیا جائے اور اسرائیل اور چین کی طرح پاکستان میں بھی Peoples'A rm y قائم کی جائے۔

مسئلہ کا اصل حل

مسئلہ کا اصل حل یہ ہے کہ اللہ کی ناراضگی کو دور کیا جائے اور اُس کے حضور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی جائے۔ سورہ یونس آیت **98** میں بیان ہوا کہ حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اُس قوم نے توبہ کی اور اللہ نے اُس پر سے عذاب کو ٹال دیا :

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿﴾

”تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اُس کا ایمان اُسے نفع دیتا، سوائے حضرت یونسؑ کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دور کر دیا اُن سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب اور اُنہیں ساز و سامان دیا ایک مدت تک کے لئے۔“

توبہ کے حوالے سے تین باتیں ضروری ہیں :

i- اللہ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، عافیت کا سوال کریں اور اُس کی نصرتِ خاص کے لئے التجا کریں۔ خصوصاً رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر تہجد کا اہتمام کریں اور اس کے بعد انتہائی رقت سے اللہ سبحانہٗ کے در سے اُس کی رحمتوں کی بھیک مانگیں۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات کا ظہور سماءِ دنیا پر ہوتا ہے اور اللہ پکارتا ہے :

”ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اُس کی دعا پوری کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اُس کو عطا کروں؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اُس کو بخش دوں۔“ (مسلم)

ii- دعاؤں کی قبولیت کے لئے لازمی ہے کہ ہم انفرادی اعتبار سے توبہ کریں یعنی ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوں اور جہاں تک ہمارا اختیار ہے وہاں مکمل طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔فرائض ادا کریں اور حرام سے بچیں۔اپنے گھر کے ماحول کو باپردہ اور پاکیزہ بنائیں، گھر میں رزق حلال لائیں اور گھر سے فلموں کا ڈراموں کا بے حیائی کا کلچر ختم کریں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اگر ہمارے مجموعی مجرمانہ طرزِ عمل کی وجہ سے خدانخواستہ ملک پر کوئی عذاب آتا ہے تو ہم سب اُس کی لپیٹ میں آئیں گے لیکن روزِ قیامت وہ لوگ عذاب اُخروی سے بچ جائیں گے جنہوں نے انفرادی زندگی میں توبہ کرلی تھی۔

iii- انفرادی توبہ کے ساتھ ساتھ دنیا میں عذاب سے بچنے کے لئے اجتماعی توبہ بھی ضروری ہے۔بقول اقبال :

فطرت افراد سے اغماز بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اجتماعی توبہ یہ ہے کہ ہم کسی ایسی تحریک میں شامل ہوں جو منظّم انداز سے نفاذِ اسلام کی کوشش کر رہی ہو۔وہ لوگوں میں حالات کی خرابی کا شعور اور احساس زیاں پیدا کر رہی ہو۔حکومتِ وقت سے ہمدردانہ انداز میں اسلامی شعائر کے فروغ اور شریعتِ اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہو۔اِس کے ساتھ ساتھ اپنی افرادی قوت کو بڑھا کر ایک مؤثر پریشر گروپ تشکیل دے رہی ہو جو مناسب تعداد کی فراہمی پر حکومت پر دباؤ ڈال سکے کہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف کے خلاف اقدامات سے باز آجاؤ ورنہ ہم تمہارا یہ نظام پرامن ایجی ٹیشن کے ذریعہ نہیں چلنے دیں گے۔ ہمارے سامنے ایران کی مثال ہے۔ایران میں مغربی کلچر کو بہت فروغ حاصل ہو چکا تھا۔وہاں ایک جماعت وجود میں

آئی جس نے بادشاہ کے سیاہ کرتوتوں کے خلاف احتجاج کیا۔لوگ سڑکوں پر آئے۔ ہزاروں افراد نے جانیں دیں اور آخرکار بادشاہ کو وہاں سے فرار ہونا پڑا۔آج ایران واحد مسلمان ملک ہے جس میں غیرت وحمیت نظر آتی ہے اور وہاں کا صدر امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہہ رہا ہے۔

اگر ہماری مؤثر تعداد نے انفرادی واجتماعی توبہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں :

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿﴾ (محمدؐ: 7)

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جمادے گا۔''

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿﴾ (آلِ عمران : 160)

''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہاری مدد سے ہاتھ کھینچ لے تو اُس بعد کون تمہاری مدد کر سکے گا اور چاہیئے کہ اہلِ ایمان اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو انفرادی و اجتماعی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔صرف سننا اور سنانا آخرت میں ہمارے حساب کتاب کے معاملہ کو مشکل کردے گا۔اُس شخص کا جرم زیادہ بڑا ہے جس کو حقائق کا علم ہے لیکن اُس کے باوجود وہ آگے بڑھ کر انفرادی اور اجتماعی توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہو رہا۔

پاکستان کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کے لئے مطالعہ کیجئے
پاکستان کے وجود کولاحق
خطرات و خدشات
اور - بچاؤ کی تدبیر
مؤلف : **ڈاکٹر اسرار احمد**

تصویرِ درد

وطن کی فکر کرنا داں ، مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

یہ خاموشی کہاں تک ، لذّتِ فریاد پیدا کر!
زمیں پر تو ہو ، اور تیری صدا ہو آسمانوں میں !

یہی آئینِ فطرت ہے ، یہی اُسلوبِ فطرت ہے!
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے!